حضرت خواجہ فریدالدین مسعود

گنج شکرؒ

حضرت خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ

تصنیف

مولوی برہان احمد ظفرؔ درانی

نام کتاب	:	حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکرؒ
تصنیف	:	مولوی برہان احمد ظفر درانی
شائع کردہ	:	ظفر اینڈ سنز، قادیان
سن اشاعت	:	دسمبر ۲۰۰۵ء
تعداد	:	تین ہزار
مطبع	:	پرنٹ ویل امرتسر

"مجاھدات عجیب اکسیر ہیں سید عبد القادر رضی اللہ عنہ نے کیسے کیسے مجاہدات کئے۔ ہندوستان میں جو اکابر گزرے ہیں جیسے معین الدین چشتی اور فرید الدین رحمہم اللہ تعالیٰ اُن کے حالات پڑھو تو معلوم ہو کہ کیسے کیسے مجاہدات ان کو کرنے پڑے ہیں۔ مجاھدہ کے بغیر حقیقت کھلتی نہیں۔" (ملفوظات جلد چہارم صفحہ: ۲۴۲)

"اسلام میں عمدہ لوگ وہی گذرے ہیں جنہوں نے دین کے مقابلہ میں دُنیا کی کچھ پروا نہ کی۔ ہندوستان میں قطب الدینؒ اور معین الدینؒ خدا کے اولیاء گذرے ہیں۔ ان لوگوں نے پوشیدہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی مگر خدا تعالیٰ نے اُن کی عزت کو ظاہر کر دیا۔" (ملفوظات جلد پنجم صفحہ: ۲۴۸-۲۴۹)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

تعارف

پیارے بچو! ہندوستان کو اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے بزرگ اور اولیاء عطا کئے جن سے اس ملک میں نورِ اسلام پھیلا۔ پھر اُن مقامات کو اللہ تعالیٰ نے خاص عظمت عطا کی جہاں وہ لوگ دفن ہوئے۔ اجمیر شریف اس لئے مشہور و معروف اور عظمت کا مقام مانا جاتا ہے کہ وہاں حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر ہے اور اس علاقہ نے آپ سے روحانی فیض حاصل کیا تھا۔ دہلی کے علاقہ نظام الدین کو اس لئے شہرت حاصل ہے کہ وہاں حضرت خواجہ نظام الدینؒ کے علاوہ اور بھی بہت سے اولیاء کے مقبرے موجود ہیں اور وہاں کے لوگوں نے ان سے فیض حاصل کیا اور پھر وہ فیض وہاں تک ہی محدود نہ رہا بلکہ پورے ہندوستان میں پھیلا۔ آج بھی لوگ ان بزرگوں کی خدمتِ اسلام کو یاد کرتے ہیں اور اُن کے مقبرہ پر پہنچ کر ان پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔

پیارے بچو! ایک مقام ہے پاک پٹن (جو آج کل پاکستان میں ہے) اس کا پُرانا نام اجودھن تھا آپ جانتے ہیں کہ اس مقام کو کیا فضیلت حاصل ہے اور کیوں حاصل ہے کیا آپ کو معلوم نہیں؟ چلو آج آپ کو اس کے بارے میں کچھ بتاتے ہیں۔ پیارے بچوں وہاں پر ایک بہت بڑے بزرگ ولی کا مقبرہ ہے اور یہ ہندوستان کے خانوادۂ چشت کے تیسرے روحانی پیشوا ہیں۔ ان کا نام ''مسعود'' تھا اور ان کو دو ۲ القاب سے یاد کیا جاتا ہے ایک لقب ہے ''فریدالدین'' اور دوسرا ہے ''گنج شکر'' آپ کا تعلق کابل کے بادشاہ فرخ شاہ سے تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے والد کا نام

حضرت شیخ جمال الدین سلیمان بن شیخ شعیب تھا۔ سیر الاولیاء میں لکھا ہے کہ آپ کا خاندان کابل میں حاکم تھا جب آپ کے جانشینوں میں کمزوری واقع ہوئی تو تاتاریوں نے کابل پر بھی حملہ کر کے وہاں کی حکومت کا خاتمہ کر دیا۔ اور آپ کے اجداد نے اسی جنگ میں تاتاریوں کے ہاتھوں شہادت پائی۔ آپ کے دادا حضرت شیخ شعیب صاحب نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ لاہور ہجرت کر لی۔ قصبہ ''قصور'' میں آ کر قیام پذیر ہوئے۔ اور درباری زندگی سے دور رہ کر مطالعہ کتب اور عبادت الٰہی میں مصروف ہو گئے۔

جس زمانہ میں آپ کے دادا قصور میں تھے تو وہاں کے قاضی نے بادشاہ وقت کو یہ خبر دی کہ قصور میں ایک اعلیٰ خاندان کا ممتاز عالم آباد ہے تو بادشاہ وقت نے آپ کو حکومت میں اعلیٰ عہدہ پر فائز کرنے کی پیشکش کی جسے آپ نے ٹھکرا دیا اور کہا کہ انہیں درباری اونچے عہدے کی خواہش نہیں ہے۔ لیکن بادشاہ وقت کے بہت اصرار پر آپ کھوتوال ضلع ملتان کے قاضی مقرر ہوئے۔ اسی زمانہ میں آپ کے بیٹے شیخ جمال الدین سلمان کی شادی کھوتوال کے شیخ وجیہ الدین مجندی کی بیٹی سے ہوئی۔ اُن کے بطن سے حضرت خواجہ فرید الدینؒ پیدا ہوئے۔

والدہ

پیارے بچو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کے معاملہ میں یہ بات بیان فرمائی ہے کہ ایک انسان چار باتوں کو دیکھ کر شادی کرتا ہے ایک دولت۔ دوسرا خاندان تیسرا خوبصورتی۔ چوتھا دین داری۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے دینداری کے معاملہ کو چھوڑ کر کسی اور نظریہ سے شادی کی اس کی ناک خاک آلود ہوتی ہے۔ پیارے بچو! اللہ تعالیٰ نیک ماں باپ کو نیک اولاد بھی عطا کرتا ہے۔ آپ کی والدہ کے متعلق آتا ہے کہ

بڑی نیک پارسا خاتون تھیں۔ شب بیداری کرتیں روزے رکھتی تھیں نیکی اور تقویٰ آپ کا خاصہ تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک دن آپ تہجد ادا کر رہی تھیں تو آپ کے گھر میں چور آ گیا۔ آپ کو اس کا بالکل علم نہ ہوا۔ وہ چور سامان کی تلاش میں تھا کہ اچانک اس کی بینائی چلی گئی۔ اب اس چور کو کچھ بھی سمجھ نہ آتی تھی کہ کیا کرے۔ اُسے خیال آیا کہ ضرور اس گھر میں کوئی اللہ والا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہاں چوری نہ ہو۔ میری آنکھیں چلی گئی ہیں میں کیا کروں۔ وہ بہت گھبرا گیا اور آوازیں دینے لگا اور کہنے لگا کہ میں اس گھر میں چوری کی نیّت سے آیا تھا اس گھر میں ضرور کوئی خدا رسیدہ شخص ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی چوری نہ کرونگا۔ مجھے معاف کر دیں اور میرے لئے اللہ سے دُعا کریں کہ میری بینائی واپس آ جائے۔

آپ کی والدہ یہ سب نماز میں سُن رہی تھیں تو کہتے ہیں کہ اُنھوں نے اللہ تعالیٰ سے نماز ہی میں دُعا کی کہ اے اللہ اس کی بینائی واپس کر دے اللہ تعالیٰ نے آپ کی دُعا قبول کی اور اس چور کی بینائی واپس آ گئی۔ اس پر وہ باہر چلا گیا۔ اس بات کا اُس چور کے دل پر اتنا اثر تھا کہ وہ اسی روز صبح اپنی بیوی بچوں کو ساتھ لیکر آپ کے گھر آیا اور رات والا ماجرہ بیان کر کے اپنے آپ کو پیش کر دیا اور مشرف باسلام ہو گیا۔ اس کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ کہتے ہیں کہ اس شخص نے اپنے اندر ایسی تبدیلی پیدا کی کہ وہ ایک کامل ولی بن گیا۔

دیکھا بچو اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے کیسے کیسے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ اور کس طرح ایک بُرے انسان میں بھی نیکی پیدا کر دیتا ہے اگر ہم بھی بُرائیوں کو چھوڑنے کا ارادہ کر لیں تو ہم بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے ہو سکتے ہیں۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی پیدائش ۵۶۹ ہجری بمطابق ۱۱۷۳ء بیان کی جاتی ہے آپ ملتان ضلع کے کھوتوال ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے والدین نیک و پارسا تھے

آپ میں نیکی کا بیج گھر سے ہی پیدا ہو گیا۔ والدہ کی تربیتِ خاص نے تو آپ کی کایا پلٹ دی۔ بچپن ہی سے نیکی پر قائم ہو گئے قرآن کا علم گھر ہی سے حاصل کیا۔ والدہ نمازوں کا بہت خیال رکھتی تھیں۔

گنج شکر کی وجہ تسمیہ

جواہرِ فریدی میں ایک واقعہ اس طرح لکھا ہے کہ آپ کی والدہ آپ کو نمازوں کی طرف خاص متوجہ کیا کرتیں اور یہ کہتیں کہ جو باقاعدگی سے نماز ادا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اُن کو شکر عطا کرتا ہے۔ اور جب نماز کے لئے آپ مصلیٰ بچھایا کرتیں تو اس نے نیچے آپ شکر رکھ دیا کرتیں۔ عام طور پر بچوں کو نماز کا عادی بنانے کے لئے مائیں ایسا کرلیا کرتی ہیں تو آپ بھی نماز پڑھ کر جب مصلیٰ ہٹاتے تو وہاں شکر موجود ہوتی۔ آپ کو شکر بہت پسند تھی۔ کہتے ہیں کہ ایک دن والدہ مصلیٰ کے نیچے شکر رکھنا بھول گئیں۔ جب آپ نے نماز ادا کی اور مصلیٰ ہٹایا تو اس کے نیچے شکر موجود تھی جو کہ آپ نے کھائی۔ جب آپ کی والدہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو اُنہیں شک گزرا کہ کسی نے رکھ دی ہوگی۔ سب سے پوچھا لیکن سب نے انکار کیا۔ اِس پر آپ کی والدہ سمجھ گئیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور انعام کے آپ کو عطا ہوئی ہے۔ تو آپ کو آپ کی والدہ نے گنج شکر کے نام سے پکارنا شروع کر دیا۔

ایک اور روایت سیر العارفین میں ملتی ہے وہ اس طرح ہے کہ جب آپ اپنے مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خدمت میں دہلی تشریف لائے تو آپ کے مرشد نے ریاضت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آپ مغربی دروازہ کے پاس قیام پذیر ہوئے اور ریاضت شروع کر دی آپ نے وصال کے روز سے رکھنے شروع کئے سات دِن گزر گئے گھر نہ گئے تھے۔ کچھ نہ کھایا تھا۔ باہر بارش ہو رہی تھی زمین بھی دلدل بن چکی تھی۔ کمزوری

بہت زیادہ ہوگئی آپ کو اپنے مرشد کے پاس جانے کا خیال پیدا ہوا اور آپ اُٹھے جیسے ہی آپ باہر نکلے پاؤں پھسل گیا اور آپ منہ کے بل زمین پر گر گئے کمزوری بھی بہت تھی منہ کھلا تھا کچھ مٹی منہ میں بھی چلی گئی۔ اور غیب سے وہ مٹی شکر ہوگئی۔ جب آپ اپنے مرشد کے پاس پہنچے تو آپ کو خواجہ قطب الدینؒ نے فرمایا تھوڑی سی مٹی تیرے منہ میں جا کر شکر بن گئی قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو گنج شکر بنا دے اس بات کو سُن کر ہر شخص آپ کو گنج شکر کے نام سے یاد کرنے لگا۔

ایک کتاب خزینۃ الاصفیاء میں بھی آپ کے متعلق ایک واقعہ لکھا ہے وہ بھی لکھ دیتا ہوں۔ اس کی حقیقت کیا ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک سوداگر ملتان سے دہلی کی طرف جا رہے تھا تو جب وہ اجودھن پہنچا تو اُس کی ملاقات آپ سے ہوئی۔ اس نے اونٹ پر شکر لادی ہوئی تھی آپ نے اس سوداگر سے پوچھا کہ اونٹوں پر کیا ہے تو اسنے ازراہِ مزاق کہا کہ نمک ہے آپ نے یہ سُن کر فرمایا کہ بہتر ہے نمک ہی ہوگا۔ جب وہ شخص ایک منزل تک پہنچا تو اس نے بوریوں میں نمک دیکھا۔ یہ دیکھ کر وہ بہت پریشان ہوا۔ اسی وقت وہ حضرت بابا فریدالدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری بوریوں میں تو شکر تھی میں نے مزاق کے رنگ میں کہا تھا وہ تو سب نمک ہوگیا۔ مجھے معاف کردیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر شکر تھی تو شکر ہوگی۔ اس پر وہ واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ نمک شکر میں تبدیل ہوگیا ہے۔ اس پر آپ کا نام گنج شکر پڑ گیا۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی کشفی واقعہ ہو۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔

پیارے بچو! ایسے بہت سے واقعات آپ کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آپ بہت نرم دِل میٹھی زبان والے ہر ایک سے محبت اور شفقت سے پیش آنے والے تھے آپ کے اخلاق نہایت درجہ شیریں تھے اسی لئے آپ کو لوگ گنج شکر

کہہ کر پکارا کرتے تھے۔

تعلیم

حضرت شیخ فرید الدین صاحبؒ کا خاندان ایک شریف خاندان تھا اور شروع سے ہی علمی وجاہت میں ممتاز حیثیت رکھتا تھا اس لئے آپ کی خاندانی روایات کے مطابق ہی تعلیم وتربیت کا خاص اہتمام کیا گیا۔ آپ نے کھوتوال میں رہ کر ہی عربی فارسی اور دینیات کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ جب آپ کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی تو آپ تفصیل علم کی غرض سے ملتان تشریف لے گئے۔ ملتان ان دنوں علم وفضل کا مرکز تھا جہاں لوگ دور دراز سے علم حاصل کرنے آیا کرتے تھے۔ ملتان جانے پر آپ کو جس مدرسہ سے علم حاصل کرنے کا موقعہ نصیب ہوا اس کا نام مولانا منہاج الدین ترمزی کا مدرسہ تھا۔ وہاں رہ کر آپ نے قرآن وحدیث فقہ وغیرہ کے علوم حاصل کئے۔ اور ان علوم کو بخوبی کمال حاصل کرلیا۔ آپ حافظِ قرآن تھے اور دن میں ایک مرتبہ قرآن کریم کا دور مکمل کیا کرتے تھے قرآن کریم سے آپ کو بے انتہا محبت تھی علم سے لگن کی بناء پر اساتذہ بھی آپ سے بہت محبت سے پیش آتے اور بڑی محنت سے آپ کو پڑھایا کرتے۔ آپ فقہ میں اس قدر ماہر تھے کہ آپ کو لوگ بچہ قاضی کے نام سے پکارتے تھے ملتان میں پڑھائی کے دوران ہی آپ کی روحانیت پروان چڑھی اور صوم وصلوٰۃ کے ساتھ ساتھ ریاضت بھی کرتے۔ آپ کے اس روحانی ذوق کو دیکھتے ہوئے حضرت شیخ جلال الدین تبریزیؒ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور روحانی میدان کی راہیں آپ کو بتانے لگے۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت شیخ جلال الدین تبریزیؒ نے آپ کی خدمت میں ایک انار پیش کیا۔ لیکن آپ نے اس انار کو اس وقت قبول نہ کیا۔ کیونکہ آپ روزہ سے تھے۔

باقی شاگردوں نے وہ انار کھالیا۔ کہتے ہیں کہ جب آپ نے روزہ افطار کرلیا تو ان انار کے چھلکوں میں آپ کو ایک دانا نظر آیا۔ آپ نے وہ دانہ نکال کر اپنے منہ میں ڈال لیا۔ کہتے ہیں کہ جب آپ نے وہ دانا کھایا تو اس کے ساتھ ہی آپ نے یوں محسوس کیا کہ گویا روحانیت کی روشنی آپ میں جگمگا اُٹھی ہے۔ آپ نے اس بات کا تذکرہ جب اپنے مرشد سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ ساری برکتیں اور روحانی فیض اسی ایک دانہ میں تھا جو تجھ کو نصیب ہوا اور باقی پھل میں کچھ نہ تھا۔

پیارے بچو! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ جب کھانا کھاؤ تو پورا کھاؤ یہاں تک حکم ہے کہ اپنی پلیٹ کو پوری طرح صاف کرو بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کے بعد اپنی انگلیوں کو بھی چاٹا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے نا معلوم اللہ تعالیٰ نے کس حصہ میں برکت رکھی ہے۔ اس لئے آپ بھی جب کھانا کھائیں یا پھر کوئی پھل کھائیں تو اس کے کسی حصہ کو ضائع نہ کریں۔ خدا بہتر جانتا ہے کہ اس نے کس حصہ میں برکت رکھی ہوئی ہے۔

حضرت شیخ قطب الدینؒ سے ملاقات

حضرت بابا فرید الدینؒ جس وقت ملتان ہی میں تعلیم حاصل کررہے تھے اس زمانہ میں حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ ہندوستان سے ملتان کی طرف گئے اور آپ نے وہاں جا کر ایک دن منہاج الدین کی مسجد میں قیام فرمایا۔ آپ نے تحیۃ المسجد پڑھی اور بیٹھ گئے۔ اس مسجد میں حضرت شیخ فرید الدینؒ زیرِ تعلیم تھے اور فقہ کی کتاب نافع کا مطالعہ کررہے تھے جب آپ کی نظر حضرت خواجہ قطب الدینؒ پر پڑی تو آپ کا دل ان سے ملاقات کرنے اور بات کرنے کے لئے بیتاب ہوگیا۔ آپ اُٹھ کر خواجہ صاحبؒ کے پاس چلے گئے۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے دریافت کیا۔ کیا پڑھ رہے ہو؟ جواب دیا کتاب نافع پڑھ رہا ہوں۔ اس پر

خواجہ صاحبؒ نے سوال کیا کہ کیا نافع نفع دے گی؟ اس بات کا جواب دینے کی جگہ حضرت فریدالدینؒ نے اپنے آپ کو شیخ صاحبؒ کی شاگردی میں ڈال دیا۔

حضرت خواجہ قطب الدینؒ جتنا عرصہ وہاں رہے حضرت بابا فریدالدینؒ ساتھ ساتھ رہے پھر جب آپ نے وہاں سے دہلی واپس آنے کا ارادہ کیا تو آپ اپنے مرشد کے ساتھ تین منزل تک آئے۔ پھر مرشد نے ہدایت دی کہ ابھی ملتان میں رہ کر اور تعلیم حاصل کرو۔ اس کے بعد دہلی آ کر میرے پاس رہنا۔ حضرت بابا فریدالدینؒ نے اپنے مرشد کی ہدایت پر عمل کیا اور ملتان مین رہ کر تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اسی دوران آپ نے حصول علم کے لئے مکہ، ایران، عراق اور خراسان تک کے سفر اختیار کئے۔

آمد دہلی

جب آپ کو اس بات سے اطمنان حاصل ہو گیا کہ آپ نے ظاہری علوم وفنون حاصل کر لئے ہیں تو مرشد کے حکم کی اطاعت میں دہلی کا سفر اختیار کیا۔ جب آپ دہلی پہنچے تو غزنی دروازہ کے پاس ایک برج میں قیام کر کے عبادت وریاضت میں مصروف ہو گئے۔ دو ہفتہ وہاں گزارنے کے بعد اپنے مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ کو مرشد نے معکوس چلہ کرنے کا حکم دیا۔ یعنی اوندھے ہو کر چلہ کرنا۔ آپ نے اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل کی اور خواجہ رشیدالدین ملتانی ساکن ہانسی جس مسجد کے موذن تھے وہاں آپ نے چلہ کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ عشاء کی نماز کے بعد موذن کو کہتے تھے کہ میرے پیروں میں رسی ڈال کر کنویں میں لٹکا دو اور دوسری طرف سے رسی ایک درخت کے ساتھ باندھ دیتے آپ ساری رات اسی طرح الٹے لٹک کر عبادت کیا کرتے اس لئے آپ کے اس چلہ کو چلہ معکوس کہا جاتا ہے۔ اور موذن صبح آپ کو کنویں سے نکال

لیتا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس میں کس قدر سچائی ہے اور اگر یہ حقیقت ہو جس طرح روایات میں آتا ہے تو یہ ایک بہت بڑی آزمائش تھی جس میں ان کو اُن کے مرشد نے ڈالا تھا۔ یہ روایت مراۃ الاسرار صفحہ ۷۶۱ میں درج ہے۔

حضرت خواجہ معین الدینؒ سے ملاقات

ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ اجمیر سے دہلی تشریف لائے اور آپ نے اپنے مرید حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے پاس قیام کیا۔ لوگوں کو آپ سے بے پناہ محبت تھی گردونواح سے لوگ آ آ کر آپ سے ملاقات کرتے اور دُعاؤں کے طالب ہوتے۔ آپ دُعا کرتے اور نعمت و برکت سے نوازتے۔ جب حضرت خواجہ معین الدینؒ کو واپس اجمیر جانے کا خیال پیدا ہوا تو آپ نے حضرت خواجہ قطب الدینؒ سے دریافت کیا کہ آپ کا کوئی مرید ایسا تو نہیں رہ گیا ہے جس سے ہماری ملاقات نہ ہوئی ہو۔ اِس پر حضرت خواجہ قطب الدینؒ نے فرمایا کہ ایک مرید رہ گیا ہے۔ اور درویش چلہ میں بیٹھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے ہم اس کے پاس جاتے ہیں۔ جب آپ حضرت بابا فرید الدینؒ کی قیام گاہ پر پہنچے جہاں آپ چلہ فرما رہے تھے تو ملاقات کے وقت حضرت بابا فرید الدینؒ اُٹھ بھی نہ پائے اور دیکھ کر آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اس پر حضرت خواجہ معین الدینؒ نے حضرت خواجہ قطب الدینؒ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ بختیار اس نوجوان کو کب تک مجاہدات کی آگ میں جلاؤ گے۔ آؤ ہم دونوں مل کر اس فقیر کو کچھ دیں۔ آپ نے بابا فرید الدینؒ کا داہنا بازو پکڑا اور حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ نے بایاں بازو پکڑا اور اُٹھا کر کھڑا کیا اور یہ دُعا کی کہ:

"الٰہی تو فرید کو قبول فرما اور درویشانِ کامل کے مرتبہ تک پہنچا دے۔"

آپ کی یہ دُعا خدا تعالیٰ کے حضور قبول ہوئی۔ اور بعد کے واقعات نے ظاہر کر دیا کہ واقعی آپ نے کامل درویشی والی زندگی بسر کی۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ نے اس موقعہ پر آپ کو اپنی ایک خلعت خاص بھی عطا کی۔

پیارے بچو! آپ نے یہ تو پڑھا ہوگا کہ مرشد اپنے مرید کو مرید سے محبت کے نتیجہ میں کچھ نہ کچھ ضرور عطا کرتا ہے لیکن حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ ایسے مرید ہیں کہ آپ کو ایک ہی وقت میں مرشد اور مرشد کے مرشد نے خلعت اور خلافت عطا کی۔ اور اس موقعہ پر اور بھی کئی بزرگ درویش وہاں موجود تھے۔

آپ نے اپنے فریضہ کو اس قدر خوبی کے ساتھ ادا کیا کہ جہاں آپ نے خود خدمتِ اسلام کی اور لوگوں کو توحید پر جمع کرنے کی ہر ممکن کوشش کی وہاں آپ نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء جیسے بزرگ بھی پیدا کیے جنہوں نے آپ کے کام کو آگے بڑھایا۔ اور اسلام کو ہندوستان میں مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے کی بھرپور کوشش کی۔

گوشہ نشینی

پیارے بچو! جو لوگ خدا والے ہو جاتے ہیں وہ ہمیشہ ہی اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے بچاتے ہیں اور کسی پر اپنے تعلق باللہ کو بھی ظاہر نہیں کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی غار حرا میں جا کر عبادات کیں اور اپنے آپ کو چھپائے رکھا۔ پھر اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھو آپ نے بھی اپنے آپ کو چھپائے رکھا لیکن جو اللہ والے ہوتے ہیں اُن کو وہ خود ظاہر کر دیتا ہے۔ اور لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اُن کے لئے محبت پیدا کر دیتا ہے۔

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ جس وقت دہلی میں قیام پذیر تھے تو لوگ آپ کی

بزرگی اور تقویٰ کی دیکھ کر اکثر آپ کے پاس آیا کرتے اور خاص طور پر دن کا بہت سا حصہ لوگوں کی ملاقات اور اُن کی حاجات سنتے ہیں گزر جاتا۔ اِس سے آپ کو یہ پریشانی ہوئی کہ میری عبادت میں خلل واقع ہوتا ہے تو آپ نے لوگوں کے ہجوم کے خیال سے دہلی چھوڑنے کا ارادہ کیا اور پھر آپ کے مرشد نے بھی یہ ہدایت فرمائی تھی کہ کسی ویران اور سنسان میں چلے جاؤ۔ تو آپ نے دہلی کو خیر آباد کیا اور وہاں سے آپ ہانسی تشریف لے گئے۔ ہانسی پہنچنے پر جب لوگوں کو آپ کے علم و فضل کا علم ہوا تو لوگ وہاں بھی جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اور چند دنوں کے اندر اندر دہلی والی کیفیت پیدا ہو گئی۔ اس کا پھر آپ کے دل پر اثر ہوا کہ میں تو گوشہ نشینی کی غرض سے یہاں آیا تھا۔ لیکن لوگوں کا پھر تانتا لگ گیا ہے چنانچہ آپ نے ہانسی کو بھی خیر آباد کہہ دیا اور آپ وہاں سے اجودھن کے لئے روانہ ہو گئے۔

آپ ہانسی میں بارہ سال تک قیام پذیر رہے اور آخر آپ نے اپنی اس خانقاہ کو اپنے خلیفہ شیخ جمال الدین ہانسوی کے سپرد کر دیا۔ اجودھن دریائے ستلج کے مغرب میں ایک معاون ندی کے کنارے پر واقع ہے۔ تقسیم ملک سے یہ حصہ پاکستان میں چلا گیا جو کہ پاکستان کے ضلع ساہیوال کا ایک چھوٹا سا قصبہ ہے حضرت بابا فرید کا مستقر ہونے کی وجہ سے اس کا نام بدل کر پاک پٹن رکھا گیا۔

آپ کو عبادت الٰہی کی غرض سے ایک ویرانہ کی تلاش تھی تو آپ نے دور جنگل میں درختوں کے ایک جھرمٹ میں جھونپڑا بنا لیا۔ جس کے ارد گرد ریت کے ٹیلے تھے اور یہ جگہ جنگلی جانوروں اور سانپوں کا بسیرا تھی۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کی انگلی میں ایک سانپ نے کاٹ بھی لیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔ آپ کے ساتھ آپ کے چند مرید تھے اور جھونپڑے کا دروازہ ہمیشہ بند رہتا تھا۔ کچھ عرصہ یوں ہی گزرا پھر آپ نے آنے جانے والوں کے لئے جھونپڑے کا دروازہ کھول دیا۔

پیارے بچو! یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کا ولی ہو اور لوگ اس سے دور رہ سکیں جیسے ہی اس علاقہ میں آپ کی آمد کا لوگوں کو علم ہوا تو پھر لوگ آپ کے گرد جمع ہونے شروع ہو گئے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک خانقاہ وہاں تعمیر ہوگئی اور ایک چھوٹا سا شہر آباد ہو گیا۔

تبرکات

بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ دہلی سے روانہ ہونے لگے تو آپ کو آپ کے مرشد نے بعض معرفت کے نقاط سمجھائے اپنا ایک ذاتی مصلّٰی اور عصاء آپ کو عطا کیا اور فرمایا کہ اب تم نہیں ٹھہرو گے یہ ہمیں معلوم ہے۔ چنانچہ جب آپ ہانسی ہی میں موجود تھے تو آپ کے مرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی وفات کا وقت آن پہنچا۔ آپ نے قاضی حمید الدین ناگوری کو بلایا اور فرمایا کہ میں بھی اپنے مرشد کی وفات کے وقت اس کے پاس نہ تھا اور میرا مرید یعنی حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ میرے پاس نہیں ہے۔ آپ نے وہ تبرکات جو آپ کو اپنے مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ سے حاصل ہوئے تھے وہ قاضی صاحب کے سپرد کئے اور فرمایا یہ امانت بابا فرید الدینؒ کو پہنچا دینا اور کہنا یہ تبرکات ہمیں ہمارے بزرگوں سے ملے تھے جو اب تمہارے سپرد کئے جاتے ہیں ان کی حفاظت کرنا اور جس کو تم اس کا اہل خیال کرو اسکو دے دینا۔

ادھر حضرت خواجہ قطب الدینؒ کی وفات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خواب میں دکھایا کہ آپ کو آپ کے مرشد بلا رہے ہیں آپ خواب کی بنا پر دہلی کے لئے روانہ ہوئے چار دن بعد دہلی پہنچے اور یہ معلوم کر کے کہ آپ کے مرشد کی وفات ہوگئی ہے آپ مرشد کی قبر پر تشریف لے گئے دعائے مغفرت فرمائی اور قاضی حمید الدین ناگوری نے وہ امانت جو آپ کو پہنچانے کے لئے آپ کے سپرد کی گئی تھی آپ کے حوالے کر دی۔ اس طرح یہ تبرکات

آپ کو حاصل ہوئے۔

مخالفت

جب خواجہ فریدالدین صاحبؒ اجودھن میں تھے اور اس علاقہ میں آپ کی بہت شہرت ہوگئی۔ اور مقبولیت عام ہوگئی تو وہاں کے ایک قاضی کو آپ کی یہ شہرت برداشت نہ ہوئی۔ اس نے اپنے علاقہ کے جاگیرداروں اور سرکاری عہدیداروں کو آپ کے خلاف بھڑکانا شروع کیا۔ آپ کے خاندان کے لوگوں کو تنگ کیا جانے لگا۔ اور بات یہاں تک پہنچ گئی کہ ایک مرتبہ ایک آدمی کو آپ کو قتل کرنے کے لئے بھی مقرر کردیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ اُس نے حضرت خواجہ فریدالدین صاحبؒ کو اس بات کی اطلاع دے دی اور وہ شخص جس کی یہ ڈیوٹی لگائی گئی تھی جب وہ اس ارادہ سے وہاں پہنچا تو چونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پہلے سے بتادیا ہوا تھا۔ تو جب اس آدمی کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ صاحبؒ کو اس کے ارادہ پر اطلاع ہوگئی ہے تو وہ وہاں سے بھاگ گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔ جب قاضی نے دیکھا کہ میرا ارادہ پورا نہیں ہوسکا تو اس نے وہاں کے والی یعنی گورنر کو شکایت کی۔ اب گورنر آپ کا مخالف ہوگیا۔ اور طرح طرح سے آپ کو تنگ کرنے لگا۔ لیکن آپ بڑے صبر و تحمل سے تمام زیادتیوں کو برداشت کرتے رہے۔ کتاب سیر العارفین میں لکھا ہے کہ اسی دوران وہاں کے گورنر کو کوئی خاص قسم کی بیماری ہوگئی اور وہ بہت جلد ہلاک ہوگیا۔

ایک واقعہ

حضرت بابا فریدالدین گنج شکرؒ جن دنوں اجودھن میں مقیم تھے تو آپ نے دیکھا کہ ایک عورت سر پر ایک مٹکا اٹھائے لیجا رہی ہے۔ آپ نے اس سے دریافت کیا کہ اماں اس

مٹکہ میں کیا ہے اور کہاں جارہی ہو۔ تو اس نے کہا کہ ہمارے شہر میں ایک جوگی رہتا ہے جو کہ ہم سب پر بہت ظلم کرتا ہے۔ جس سے جو چیز مانگے اسے دینی پڑتی ہے اور اگر کوئی نہ دے تو اس پر بہت ظلم کرتا ہے قتل وغارت تک کرواتا ہے۔ میں اس کے حکم سے اسکے لئے دودھ لے جارہی ہوں۔ آپ کے پاس رکنے سے جو دیری ہوئی ہے نہ معلوم وہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے۔

آپ نے اس عورت کو کہا کہ تو فکر نہ کر یہ دودھ ان فقیروں کو پلا دے وہ جوگی تیرا کچھ نہ کر سکے گا۔ کہتے ہیں کہ اس عورت نے یوں ہی کیا اور وہ ابھی وہاں ہی بیٹھی تھی کہ جوگی کے آدمیوں میں سے ایک آیا۔ اور اس عورت کو وہاں دیکھ کر ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگا۔ اس پر حضرت خواجہ فرید الدینؒ نے فرمایا بولو مت اور بیٹھ جاؤ اس بات کا اس پر نا معلوم کیا اثر ہوا کہ وہ خاموشی سے بیٹھ گیا۔ کچھ وقت گزرنے پر جوگی کا ایک اور آدمی وہاں آیا آپ نے اُسے بھی بیٹھنے کا حکم دیا۔ اس طرح تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد جوگی کے آدمی آتے رہے اور بیٹھتے رہے جو بیٹھ جاتا وہ اٹھ کر نہ جاسکتا تھا یہ آپ کا اثر تھا یا پھر کوئی تقدیر الٰہی۔ جب جوگی نے دیکھا کوئی واپس نہیں آتا تو وہ خود ادھر کو نکلا اس نے دیکھا کہ اس کے سب ساتھی حضرت خواجہ فرید الدینؒ کی مجلس میں بیٹھے ہیں۔ اس نے آکر ناراضگی کا اظہار کیا اور ساتھیوں کو اٹھنے کو کہا لیکن کوئی نہ اٹھ پایا۔ اس پر وہ جوگی سمجھ گیا کہ ان لوگوں پر حضرت خواجہ صاحب کا اثر ہے تو اس نے آپ سے معافی مانگی اور ساتھیوں کو چھوڑ دینے کی درخواست کی۔ حضرت خواجہ صاحبؒ نے اس شرط پر چھوڑنے کی بات کی اس شہر سے چلے جاؤ گے اور ظلم وزیادتی نہ کرو گے۔ جوگی نے آپ کی بات تسلیم کر لی اور پھر وہ اپنے ساتھیوں سمیت شہر چھوڑ کر چلا گیا۔ اس طرح آپ نے شہر کے لوگوں کو ظالم جاگی سے نجات دلوائی۔

توکل علی اللہ

پیارے بچو ہم اکثر پڑھتے ہیں کہ وہ لوگ جو اللہ والے ہوتے ہیں وہ دُنیا داری کے معاملہ میں بڑے بے نیاز ہوتے ہیں اُن کو دُنیا کے عیش و آرام کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر اور کون ہوسکتا ہے آپ کی بے نیازی انتہا درجہ کی تھی۔ جو کچھ بھی آپ کے پاس آتا اسے فوراً غریبوں میں تقسیم کر دیتے آپ کا بستر چٹائی کا ہوا کرتا تھا۔ جس کے نشان تک آپ کے جسم مبارک پر پڑ جایا کرتے تھے۔ صحابہؓ نے نرم بستر بنا کر دینے کی بات کی تو فرمایا۔ انسان کی زندگی ایک مسافر کی سی ہے جو کسی جگہ رُک کر تھوڑی دیر آرام کر لیتا ہے پھر آگے بڑھ جاتا ہے۔ آپ نے ساری زندگی ہی اسی طرح گزاری۔ پس وہ لوگ جو اللہ والے ہو جاتے ہیں اُن کا یہی حال ہو جاتا ہے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ بھی انہیں لوگوں میں سے ایک تھے۔

ایک مرتبہ اجودھن کے حاکم نے کچھ رقم نقد اور گاؤں کی جاگیر آپ کی خدمت میں پیش کی تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں یہ گاؤں اور رقم لے لوں تو لوگ مجھے فقیر درویش نہ کہیں گے۔ مالدار کہیں گے۔ پھر یہ منہ درویشوں کو دکھانے کے لائق نہ رہے گا۔ اور اُن لوگوں کے درمیان کھڑا نہ ہوسکوں گا۔ اس طرح آپ نے کچھ بھی قبول نہ کیا۔

ایک مرتبہ سلطان ناصر الدین محمود اُچ سے ہوتا ہوا ملتان پہنچا اس کے ساتھ اس کا پورا لاؤ لشکر بھی تھا تو وہ اجودھن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ کی خدمت میں کچھ نقد رقم اور کچھ جاگیر پیش کی۔ آپ نے اس سے نقد رقم لیکر غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دی اور جاگیر یہ کہہ کر واپس کر دی کہ:

''بادشاہ مجھے گاؤں کی جاگیر دیکر مجھ پر احسان کرتا ہے۔ لیکن میرا رازق بلا کسی

احسان کے رزق دیتا ہے۔"

کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ کے پاس گیا اور اس نے آپ سے بادشاہ کے سامنے کسی معاملہ میں سفارش کے لئے استدعا کی۔ اول تو ایسے لوگ بادشاہوں سے ہمیشہ دور ہی رہا کرتے ہیں۔ لیکن اس شخص کے اصرار پر آپ نے بادشاہ سلطان غیاث الدین بلبن کی خدمت میں جو تحریر لکھی وہ بھی اپنے اندر ایک مثال رکھتی ہے آپ نے لکھا:

"میں نے اس کا مسئلہ پہلے خدا کے سامنے پھر تمہارے سامنے رکھا ہے۔ اگر تم اسے کچھ دو گے تو اس لئے شکریہ کے حقدار ہو گے کہ تم اس انعام کا ذریعہ ہو۔ لیکن حقیقت میں خدائے واحد ہی دینے والا ہے۔ اگر تم کچھ دینے سے انکار کرتے ہو تو وہ اس لئے کہ تم اس معاملہ میں بے بس ہو۔ کیونکہ صرف خدا ہی انکار کرنے کا حق رکھتا ہے۔ (بابا فرید صفحہ ۲۳)

جادو

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ شدید طور سے بیمار ہو گئے اور لوگوں نے یہ خیال کیا کہ آپ کا آخری وقت آ گیا ہے۔ کئی طبیب بلائے گئے دوا علاج کیا گیا لیکن مرض تھا کہ بڑھتا ہی جاتا تھا۔ آپ نے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء اور اُن کے فرزند شیخ بدرالدین سلیمان کو طلب کیا۔ اور اُن دونوں کو توجہ خاص سے دُعا کرنے کی درخواست کی۔ کہتے ہیں کہ جب یہ دونوں بزرگ دُعا کر رہے تھے اس رات خواب میں شیخ بدرالدین صاحبؒ کو یہ بتایا گیا کہ دراصل ان پر شہاب الدین ساحر کے بیٹے نے جادو کیا ہے۔ اور ایک دُعا سکھائی گئی کہ یہ دُعا شہاب الدین ساحر کی قبر پر جا کر پڑھو۔ چنانچہ خواجہ نظام الدین اولیاء نے شہاب الدین ساحر کی قبر کی تلاش کی اور جو دُعا خواب میں سکھائی گئی تھی وہ کی گئی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت بابا فرید الدین صاحب گنج شکرؒ کو صحت ہونے لگی۔ اور آپ صحت یاب ہو گئے۔

اس واقعہ کا علم جب والئی اجودھن کو ہوا تو اس نے ساحر کو گرفتار کر کے اُسے آپ کے حضور میں بھیج دیا۔ اور پیغام بھیجا کہ یہ واجب القتل ہے اگر حکم کریں تو اس کا سر قلم کر دیا جائے۔ لیکن آپ نے اس کی سفارش کی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صحت دے دی ہے میں نے اسے معاف کر دیا تم بھی اس کو معاف کر دو۔ اس طرح آپ نے اپنے دشمن سے بھی حسن سلوک کیا۔

فقر وفاقہ

اللہ والے اپنا سب کچھ اللہ ہی کے لئے رکھتے ہیں ان لوگوں کو دنیا کے عیش و آرام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا غریبانہ اور مسکینی کی زندگی گزارنا اس کا شیوہ ہوتا ہے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے بھی ساری زندگی مسکینی میں بسر کی۔ آپ نے اپنے آرام کے لئے کوئی بستر خاص نہ رکھا تھا ایک کمبل تھا جس پر آپ بیٹھا کرتے تھے رات ہوتی تو اس کو اوڑھ لیا کرتے اور تکیہ بھی نہ ہوتا تھا بلکہ اپنے مرشد کے عصا پر سر رکھ کر سو جایا کرتے تھے۔

آپ کے جسم پر جو کپڑا ہوتا تھا وہ بھی نہایت درجہ سادہ ایک مرتبہ آپ کو کسی نے ایک نیا عمدہ لباس تیار کروا کر دیا۔ آپ نے اسے اپنے زیب تن کیا لیکن فوراً اُسے اتار کر شیخ نجیب الدین متوکل کے سپرد کر دیا اور فرمایا جو ذوق مجھے اس پُرانے پیراہن میں حاصل ہوتا ہے وہ اس نئے لباس میں نہیں ہے۔

آپ کی خوراک نہایت درجہ سادہ ہوا کرتی تھی۔ اول تو آپ اکثر روزہ رکھا کرتے تھے اور شام کو جب روزہ افطار کرتے تو آپ کی خدمت میں کشمش ملا شربت پیش کیا جاتا آپ اس میں سے ایک تہائی خود پیتے اور باقی کا اپنے رفقاء اور ساتھیوں میں تقسیم کر دیتے۔ رات کو آپ کی خدمت میں دو روغنی نان پیش کئے جاتے تو آپ اس میں سے ایک ٹکڑا لیتے

اور باقی سب دوسروں میں تقسیم کر دیتے۔ آپ کے دستر خوان پر اچھے اچھے کھانے لگائے جاتے جو مہمانوں کے لئے ہوتے لیکن آپ کی یہی مختصر سی اور سادہ سی خوراک ہوا کرتی تھی۔

قرض

اللہ تعالیٰ کے پیارے ہمیشہ سادگی سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ قرض حاصل کر کے اپنی زندگی کو عیش و آرام میں ڈالیں۔ بلکہ بعض بزرگوں کے بڑے ہی عجیب و غریب واقعات پڑھنے اور سننے کو ملتے ہیں۔ حضرت شیخ فریدالدینؒ کا بھی ایک بڑا ہی عجیب واقعہ ہے اور قرض سے بچنے کی انتہاء ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ کے ہاں اکثر ایک جنگلی پھل جس کا نام ویلہ بیان کیا جاتا ہے اس میں نمک اور سرکہ ڈال کر اس سے سالن تیار کیا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ یوں ہوا کہ سالن میں ڈالنے کے لئے نمک موجود نہ تھا۔ اس وقت سالن تیار کروانے کی ذمہ داری حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کی تھی۔ آپ نے ایک دوکاندار سے ایک پیسہ کا نمک ادھار حاصل کر لیا۔ اور اس کو سالن میں استعمال کیا۔ کہتے ہیں کہ جب وہ سالن حضرت فریدالدینؒ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ کو غیب سے اس بات کا علم ہو گیا کہ سالن میں نمک قرض حاصل کر کے ڈالا گیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا۔

''دریں طعام بوئے اسراف مئی آید روا نہ باشد کہ من این طعام رانجورم''

یعنی اس کھانے سے اسراف کی بو آتی ہے۔ میرے لئے اس کا کھانا جائز نہیں پھر پوچھا نمک کہاں سے لیکر ڈالا گیا ہے۔ اس پر حضرت خواجہ نظام الدینؒ نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ قرض سے حاصل کیا گیا ہے۔ حضرت بابا فریدالدینؒ نے فرمایا کہ درویشوں کو فاقہ

سے موت آجائے تو اس سے بہتر ہے کہ لذت نفسانی کے لئے مقروض ہوں۔ قرض اور توکل میں تو دور کا بھی واسطہ نہیں اگر کسی مقروض درویش کی اچانک موت ہوجائے تو قیامت کے دن اس کی گردن قرض کے بوجھ سے جھکی ہوئی ہوگی۔ یہ کہہ کر آپ نے وہ کھانا غریبوں میں تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔

کہتے ہیں کہ آپ کی ازواج کے گھروں میں اکثر فاقے پڑا کرتے تھے۔ آپ کو جب کبھی اطلاع دی جاتی تو آپ بالکل فکرمند نہ ہوتے اور عبادت الٰہی میں یہ بات کبھی بھی مخل نہ ہوتی۔ آپ دُعا کرتے بس اللہ تعالیٰ رزق کے غیب سے سامان پیدا فرمادیتا۔

صبر وتحمل

کسی کی بات کو سُن کر جو خود اسکے ہی خلاف ہو رہی ہو اس پر صبر وتحمل کرنا بہت بڑی بات ہے آپ میں صبر وتحمل کا بہت بڑا مادہ تھا۔ ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں پانچ درویش حاضر ہوئے اور یہ پانچوں بڑے ہی باتونی اور اخلاق کے لحاظ سے بھی ٹیڑھے تھے اُنہوں نے آتے ہی آپ سے سخت کلامی شروع کردی۔ آپ نے اُن کو بڑی نرمی سے بیٹھنے اور ٹھہرنے کو کہا اور ہر لحاظ سے اُن کی دلجوئی کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ باتیں کرگئے اور وہاں ٹھہرنے پر راضی نہ ہوئے۔ اور جاتے جاتے یہ کہتے گئے کہ ہم نے ساری دنیا گھومی ہے لیکن ہمیں جیسے درویش کی تلاش ہے ایک بھی نہیں ملا بعض لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو درویش مشہور کررکھا ہے۔

حضرت بابا فرید نے اُن لوگوں کو کہا کہ تم میرے پاس ٹھہرو تو میں تم کو درویشی دکھلاتا ہوں لیکن وہ تو تھے ہی بڑے متکبر باتیں کردیں لیکن وہاں ٹھہرنے کو تیار نہ ہوئے۔ اس پر بھی حضرت بابا فریدالدینؒ نے اُن سے کہا کہ ٹھیک ہے اگر اب تم جا ہی رہے ہو تو اس طرف

سے جانا جو آباد علاقہ ہے ویرانہ سے نہ گزرنا۔ لیکن اُن لوگوں نے حضرت گنج شکرؒ کی یہ بات بھی نہ مانی اور سفر کا آغاز اس راستہ سے کیا جو ویران تھا اور جیسے ہی وہ نکلے حضرت بابا فرید الدینؒ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ آخر ہوا یوں کہ وہ صحرا کے علاقہ سے سفر کر رہے تھے وہاں اُن پانچ میں سے چار کو سخت قسم کی لو لگ گئی اور صحراء ہی میں حلاک ہو گئے اور ایک جیسے تیسے کرتے ایک کنویں پر پہنچا۔ اور خوب پانی پیا لیکن وہ بھی وہاں ھلاک ہو گیا۔ جواہرِ فریدی میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ ایک آدمی حضرت بابا فرید الدینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ تو ہمیشہ ہی عبادت وریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ دُنیا سے لاتعلقی کر رکھی تھی۔ تو وہ شخص آپ کی حالت کو دیکھ کر بہت ناراض ہوا اور سخت لہجہ میں کہا کہ تم نے اپنے آپ کو بت بنا رکھا ہے۔ تاکہ لوگ تمہاری پرستش کریں۔ اس پر حضرت بابا فرید الدینؒ نے بڑی نرمی سے فرمایا کہ میں نے تو اپنے آپ کو ایسا نہیں بنایا مجھ کو تو خدا نے ہی ایسا بنایا ہے۔ کوئی شخص اپنے آپ کو خود سے ایسا بنا ہی نہیں سکتا۔ یہ تو خدا کی عطا ہے کہ وہ جس کو چاہے نوازتا ہے۔ بندہ کا اس میں کوئی اختیار نہیں۔ اس شخص نے جب بابا صاحبؒ کی یہ باتیں سنیں تو خود سے کہنے لگا واقعی آپ بڑے تحمل والے ہیں۔

خدمت خلق

اللہ تعالیٰ نے انسان کے دو۲ ہی فرائض بیان فرمائے ہیں ایک تو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا اور دوسرا اُسکے بندوں کا حق ادا کرنا یعنی ایک حقوق اللہ اور دوسرے حقوق العباد۔ اللہ تعالیٰ کے جو دوست بن جاتے ہیں وہ جہاں حقوق اللہ کو ادا کرتے ہیں وہاں ساتھ ساتھ حقوق العباد کا بھی خیال رکھتے ہیں۔

ان لوگوں کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اگر کوئی مہمان آجائے اور گھر میں صرف اتنا ہی ہو کہ

ایک وقت کا کھانا گھر والے کھا سکتے ہیں یا پھر فاقہ ہوگا تو اس پر بھی یہ اس کھانے کو غریبوں اور مہمانوں کے آگے رکھ دیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی صحابہ میں یہ مثالیں دیکھنے کو ملتی ہیں پھر ہمارے زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت سے یہ باتیں ملتی ہیں کہ مہمان آگئے گھر میں جو تھا مہمانوں کے لئے دے دیا۔ حتیٰ کہ بیوی کا زیور بھی مہمانوں کی خدمت کے لئے پیش کر دیا۔ حضرت بابا فرید الدینؒ کے اپنے گھر میں بھی فاقے پڑا کرتے تھے لیکن اگر کوئی مہمان آجاتا تو اس کے لئے کسی نہ کسی طرح کچھ تیار کر کے پیش کرتے۔ ایک مرتبہ آپ کے گھر میں مہمان آگیا۔ معلوم کیا گھر میں کچھ نہ تھا۔ صرف تھوڑی سی جوار پڑی ہوئی تھی۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے چکی میں اس جوار کو پیسا اور روٹی بنا کر مہمان کے آگے رکھ دی۔

سیر العارفین میں ایک واقعہ یوں درج ہے کہ ایک مرتبہ صالح محمد شاہ غوری بڑا حیران و پریشان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر اس کی حیرانی کو فوراً بھانپ لیا اور پوچھا کہ کیا بات ہے تم بڑے حیران پریشان ہو۔ اسپر اُس نے بتایا کہ میرا ایک سگا بھائی سخت بیمار ہے۔ اور فوت ہونے کے بالکل قریب پہنچ چکا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر دُعا ہوا ہوں کوئی تعجب نہیں کہ وہ گزر بھی گیا ہو۔ آپ نے نہایت نرمی سے فرمایا۔ اے محمد شاہ تو جس طرح اس وقت حیران پریشان ہے میں ساری عمر اس طرح محبت حق میں حیران پریشان رہتا ہوں لیکن اپنی پریشانی کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ پھر حکم دیا کہ گھر جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے بھائی کی صحت دیگا۔ اسپر جب محمد شاہ غوری اپنے مکان پر واپس پہنچا تو کیا دیکھا کہ مریض بیٹھا ہوا ہے اور کھانا کھا رہا ہے۔ اور سارا مرض دور ہو چکا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جن کو اپنا دوست بنا لیتا ہے پھر اُن کی دُعاؤں کو بھی سنتا ہے۔ اور ان کی حاجت بھی پوری کرتا ہے۔

پیارے بچو! ہمارے زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دُعاؤں سے بہت سے لاعلاج لوگوں نے شفا پائی۔ صرف ایک واقعہ بتاتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ جن دنوں پنجاب میں طاعون پھوٹی ہوئی تھی۔ کپورتھلہ سے منشی اروڑے خان صاحب قادیان آئے ہوئے تھے تو آپ کو طاعون ہوگئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب بھیرویؓ کو حال دیکھنے بھیجا تو اُنہوں نے آکر اطلاع کی کہ بخار شدید ہے گلٹیاں نکل آئی ہیں اور پیشاب کے راستے خون جاری ہوگیا ہے خیالِ اغلب ہے کہ نہیں بچیں گے۔ یہ حال سُن کر آپ نے فرمایا کہ اچھا دُعا کرتا ہوں چنانچہ آپ دُعا کرنے گھر تشریف لے گئے۔ دوپہر رات گزرنے پر آپ مسجد مبارک کی چھت پر تشریف لائے اور فرمایا کہ جاؤ دیکھو منشی اروڑے خان کا کیا حال ہے۔ چنانچہ جب حضرت مولوی صاحب حال دیکھ کر واپس آئے تو فرمایا۔ حضور منشی صاحب کو نہ تو بخار ہے اور نہ ہی گلٹیاں باقی ہیں اور خون بھی بند ہوگیا ہے۔ میں اُنہیں صحن میں ٹہلتے اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے دیکھ کر آیا ہوں۔ دیکھا بچو یہ دعا کا کیسا معجزہ ہے لیکن یہ معجزے اُنہیں لوگوں سے ظاہر ہوتے ہیں جو اللہ والے ہوجاتے ہیں۔

معجزہ

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کا ایک دُعا کا اور معجزہ بھی بیان کرتا ہوں۔ سیر العارفین میں لکھا ہے کہ اجودھن کے قریبی گاؤں میں ایک مسلمان روغن فروش رہتا تھا۔ دیبال پور شہر کے داروغہ نے پوری بستی تباہ کردی اور لوگوں کو گرفتار کر کے لے گیا۔ ان گرفتار ہونے والوں میں روغن فروش کی بیوی بھی تھی جو کہ بہت خوبصورت تھی۔ جب اس نے اپنی بیوی کو کھو دیا تو وہ اس کی تلاش میں دربدر پھرنے لگا بہت تلاش کی لیکن وہ اسے کہیں نہ ملی۔ آخر وہ مایوس ہو

کر ایک دن حضرت بابا فرید الدین صاحبؒ کے پاس آیا اور رو کر اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ آپ نے اس کی ساری بات بڑے اطمنان سے سُنی اور حکم دیا کہ اس تیلی کو کھانا کھلایا جائے۔ لیکن وہ شدت غم سے کچھ نہ کھاتا تھا۔ اس پر حضرت گنج شکر صاحب نے فرمایا تو فکر نہ کر اطمنان سے کھانا کھا۔ خدا تعالیٰ قادر مطلق ہے وہ تمہیں جمع کر دیگا اور اس عورت کو تجھ تک پہنچا دے گا۔

یہ بات سُن کر تیلی کو بڑا اطمنان ہوا اس نے کھانا کھالیا۔ پھر آپ نے فرمایا تین دن تک میرے پاس ہی رہو دیکھو اللہ تعالیٰ کیا ظاہر کرتا ہے۔ وہ شخص خانقاہ میں ٹھہر گیا۔ آپ اس کے لئے دُعا کرتے رہے۔

تیسرے دن یوں ہوا کہ ایک منشی قید کر کے اجودھن لایا گیا۔ اور وہ کسی طرح حضرت شیخ فرید الدین صاحبؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر دُعا کا طالب ہوا۔ اور اپنی ساری سرگزشت بیان کی۔ شیخ صاحب نے ارشاد فرمایا کہ اگر حق تعالیٰ تجھے رہائی بخشے اور حاکم تجھ سے خوش ہو کر جو انعام واکرام دے تو شکرانہ کے طور پر تو کیا دے گا۔ اس نے کہا کہ سب مال و دولت آپ کو دے دونگا۔ اس پر شیخ صاحبؒ نے فرمایا کہ سب مال و دولت میں نے تجھے بخش دیا۔ تم ایک عہد کرو وہ یہ کہ اگر داروغہ تم کو خوش ہو کر خلعت کے ساتھ عورت بھی دے تو وہ عورت اس روغن فروش کے حوالے کر دینا۔ یہ بات سُن کر اس نے عہد کر لیا۔

اس بات کو سُن کر روغن فروش رونے لگا اور کہنے لگا شیخ صاحب میرے پاس اس قدر دولت ہے کہ میں آٹھ اچھی کنیزیں خرید سکتا ہوں۔ مجھے تو میری بیوی کی تلاش ہے میں تو اس کے لئے پریشان ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ تم اس شخص کے ساتھ جاؤ دیکھو اللہ تعالیٰ کیا ظاہر کرتا ہے۔ چنانچہ وہ تیلی ساتھ چلا گیا۔ اور قید خانہ کے قریب فکر مند ہو کر بیٹھ گیا۔ منشی کو داروغہ کے پاس بھیجا گیا۔ داروغہ نے اس پر مہربانی کی اور اُسے ایک گھوڑا اور ایک خلعت

اور ایک نقاب پوش کنیز حوالے کردی۔ وہ کنیز جب حوالات سے باہر نکلی تو اس نے اپنے شوہر کو پہچان کر اپنا نقاب اٹھا دیا۔ اور اپنے خاوند کی طرف دوڑی روغن فروش نے بھی پہچان لیا۔ منشی یہ دیکھ کر بہت حیران ہوا اور عہد کے مطابق اس نے وہ عورت روغن فروش کے حوالے کردی تو روغن فروش نے منشی کو بتایا کہ یہ میری بیوی ہے جو مجھ سے جدا ہو کر اس قید خانہ میں آ گئی تھی۔ اس طرح دونوں پر حضرت شیخ فرید الدینؒ کی دُعا کا معجزہ بڑے حیرت انگیز رنگ میں ظاہر ہوا۔

اللہ تعالیٰ کا اپنے پیارے بندوں سے عجیب تعلق ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ کے پاس کچھ درویش آ کر بیٹھ گئے جنہوں نے آگے سفر کرنا تھا۔ لیکن ہاتھ خالی تھے اُنہوں نے اس بات کا ذکر شیخ صاحبؒ سے کیا۔ کہتے ہیں کہ اسوقت آپ کے سامنے کھجور کی کچھ گٹھلیاں پڑی ہوئی تھیں۔ وہ آپ نے اُٹھائیں اور ان درویشان کو دے دیں۔ وہ درویش اِن گٹھلیوں کو مٹھی میں لیکر باہر آ گئے۔ باہر آ کر اُن گٹھلیوں کو پھینکنا چاہا جب مٹھی کھول کر دیکھا تو وہ سونا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب ہو سکتا ہے کہ وہ سونا ہی ہو ان کو کھجور کی گٹھلیاں نظر آئی ہوں بہر حال آپ کا یہ معجزہ سیر الاقطاب میں درج ہے۔

فرید کوٹ

مشرقی پنجاب میں بھٹنڈہ کے پاس ایک مقام فرید کوٹ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کا پہلا نام ''موکل'' تھا۔ جس راجہ کی یہ ریاست تھی وہ ہر راہ گیر کو اپنے شہر میں روک کر اس سے مزدوری کا کام کروایا کرتا تھا۔ جس زمانہ میں حضرت شیخ فرید الدین صاحبؒ ہانسی سے اجودھن جا رہے تھے تو آپ کا گزر اسی مقام سے ہوا۔ سابقہ روایات

کے مطابق راجہ نے آپ کو بھی پکڑ کر قلعہ کی تعمیر کے سلسلہ میں مزدوری پر لگا دیا۔ کہتے ہیں کہ جب گارے کا بھرا ہوا طشت آپ کے سر پر رکھا جانے لگا تو وہ گویا ہوا ہی میں ٹھہر گیا۔ جو شخص طشت آپ کے سر پر رکھ رہا تھا دراصل اس کے دل میں آپ کی شخصیت کا غیر معمولی اثر ہوا کہ اس بزرگ کے سر پر طشت رکھوں! وہ یوں ہی پکڑ کر ٹھہر گیا۔ لیکن لکھا ہے کہ طشت ہوا ہی میں معلق ہو گیا۔ جو کہ مبالغہ ہے۔ اس پر لوگ آپ کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے۔ اور راجہ آپ کو دیکھ کر آپ کے قدموں میں گر گیا اور معافی طلب کی اور اپنے اِس شہر کا نام ''فرید کوٹ'' رکھ دیا۔ آپ نے اس شہر کے لئے دُعا کی وہاں چلہ کیا۔ وہ مقام ابتک محفوظ چلا آتا ہے۔

غیب سے اطلاع

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک امیر آدمی نے ایک شخص کو سو تنکے دیکر حضرت بابا فرید الدین کی خدمت میں بھیجا کہ وہ آپ کو نزرانہ پیش کرے۔ اس شخص نے پچاس تنکے نکال کر الگ کر لئے اور شیخ صاحبؒ کی خدمت میں پچاس تنکے پیش کر دیئے۔ آپ یہ نصف رقم دیکھ کر مسکرانے لگے۔ آپ کو غالباً اللہ تعالیٰ نے غیب سے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ سو تنکے آنے والے ہیں۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا یہ پچاس پچاس تنکے برادارانہ تقسیم ہے جو تم نے کی ہے۔ وہ شخص یہ بات سن کر بڑا شرمندہ ہوا اور باقی کے پچاس تنکے بھی آپ کی خدمت میں حاضر کر دیئے۔ اس شخص نے اپنے اس فعل پر پشیمانی کا اظہار کیا۔ تو آپ نے اس کو معاف کرتے ہوئے اپنے شاگردوں میں شامل کر لیا۔ اس شخص نے آپ کی صحبت میں رہ کر روحانی تربیت پائی اور آپ نے اس کو مبلغ بنا کر سِوستان کی طرف روانہ کیا۔

(بابا شیخ فرید صفحہ:۴۸)

اشعار

حضرت بابا فرید الدینؒ ایسے ولی تھے جو اشعار بھی کہا کرتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ پر کیف کا عالم طاری ہوتا تو آپ پنجابی زبان میں اشعار کہا کرتے تھے۔ ویسے آپ عربی اور فارسی میں بھی اشعار کہا کرتے کیونکہ آپ عربی اور فارسی کے بھی عالم تھے۔ پنجابی اشعار روحانیت پر مبنی ہوتے آپ کے اشعار کسی جگہ لکھے ہوئے تو موجود نہ تھے البتہ سینہ بسینہ چلے آئے تھے۔ پنجابی زبان میں کہے گئے اشعار نے سکھ مذہب کی مذہبی کتاب ''گرنتھ صاحب'' میں بھی جگہ پائی۔ جہاں اس میں دیگر بزرگوں کے کلام کو درج کیا گیا وہاں بابا فرید کے پنجابی اشعار بھی اس میں پائے جاتے ہیں۔

آپ کے ارشادات

آپ لوگوں کو سمجھانے کے لئے چھوٹے چھوٹے جملوں میں باتیں کیا کرتے تھے جو اپنے اندر ایک عارفانہ جذبہ رکھتی تھیں۔ اور سننے والوں پر اثر انداز ہوتیں۔ ہر شخص کو اسکی طبیعت اور ضرورت کے مطابق نصیحت کیا کرتے اور سمجھایا کرتے تھے۔ آپکے ارشادات میں سے چند کا یہاں ذکر کرتا ہوں تاکہ آپ لوگوں کو بھی اس سے فائدہ حاصل ہو۔

آپ فرماتے تھے کہ ''صابر فقیر کو شاکر غنی پر فوقیت حاصل ہے کیونکہ شاکر غنی کے لئے مزید نعمت کا وعدہ ہے کہ اللہ فرماتا ہے: اِنْ شَکَرْ تم لا اَزِیْدَنَّکُمْ یعنی اگر تم شکر بجالاؤ گے تو میں تمہیں مزید دونگا۔

ہر شخص کی روٹی مت کھاؤ۔ مگر ہر شخص کو کھلاؤ جو چیز نہ خرید و اسے نہ بیچو۔ جاہ و مال کے

لئے خطرہ مول نہ لو۔ موت کو کسی حال میں فراموش نہ کرو۔ اپنے دل کو شیطان کا محل نہ بناؤ۔ گناہوں پر ڈینگ مت مارو۔ اپنے باطن کو ظاہر سے بہتر رکھو۔ زیب و زینت کی کوشش نہ کرو۔ اپنے آپ کو حصولِ جاہ کے لئے ذلیل نہ کر۔

جب اھل ثروت کے پاس بیٹھو تو دین کو نہ بھول جاؤ۔ عزّت اور حشمت عدل و انصاف میں ہے اگر خدا امارت بخشے تو اپنا ظرف اور ہمت وسیع کرو۔

ہنر کو مشقت جھیل کر بھی سیکھو۔ دشمن کی کڑوی باتوں سے آپے سے باہر نہ ہو جاؤ۔ دشمن کو باہمی مشورہ سے زیر کر۔ دوست کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔ دین کو علم دین سے تقویت دو۔ آسودگی چاہتے ہو تو حسد نہ کرو۔ اگر ساری دُنیا کو دشمن بنانا چاہتے ہو تو مغرور بن جاؤ۔ اگر بلندی چاہتے ہو تو شکستہ دلوں میں بیٹھ جاؤ۔

نیز فرمایا:

وہی شخص درویش کہلانے کا مستحق ہے جو آنکھوں سے اندھا ہو۔ جسے دوسروں کا عیب نظر نہ آتا ہو۔ جو بہرا ہو۔ یعنی بیہودہ بات نہ سنے۔ جو گونگا ہو یعنی نا کہنے کی بات زبان سے نہ نکالے جو لنگڑا ہو۔ یعنی لذتِ نفس کے لئے قدم نہ اُٹھائے۔ جس میں یہ چاروں باتیں نہ ہوں وہ درویش نہیں۔

جو درویش بادشاہ یا امیر کے پاس جاتا ہے سمجھ لو کہ وہ نعمت سے محروم ہے۔ کیونکہ اگر وہ صاحب نعمت ہوتا تو کبھی مخلوق کے دروازے پر نہ جاتا۔

جو آدمی دُنیا کا طالب ہوتا ہے اس سے دُنیا بھاگتی ہے۔ اور جو شخص دُنیا سے بھاگ کر خدا کا طالب ہوتا ہے دُنیا اس کی آرزو پوری کرتی ہے۔ دُنیا میں کوئی چیز صدقہ سے اچھی اور سخاوت سے بہتر نہیں۔ جو چیز خواہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو خدا تعالیٰ کے رستہ میں خرچ نہ کی جائے وہ اسراف ہے۔ عشق اور معرفت میں وہی شخص کامل ہے جس کو خدا کے سوا اور کچھ یاد

نہ ہو۔ انسان کو جو کچھ ملتا ہے مجاہدہ سے ملتا ہے۔ جس شخص نے تمہارے ساتھ کوئی نیکی کی ہو اسے کبھی نہ بھولو۔ درویشی پردہ پوشی ہے لوگوں کے عیوب کو آشکار کرنا نہیں چاہئے۔
(ماخوذ بابا فرید صفحہ: ۷۳-۷۰)

آپ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے ہمیں بعض اور بھی اچھی اچھی باتیں ملتی ہیں یہ سب دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر مبنی ہیں اور قرآن کریم کے فرمان کے مطابق ہیں۔ بس فرق اس قدر ہے کہ جب روحانی قدریں مٹ چکی تھیں تو آپ نے ان قدروں کو پھر سے زندہ کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

☆...... مجاہدہ کے بغیر روحانی ترقی ممکن نہیں۔

☆...... انسان کو کسی صورت میں بیکار نہیں رہنا چاہئے۔

☆...... تہجد کی نماز مؤثر ہے۔ اللہ سے ہر وقت آبدیدہ اور راحتِ دل سے دُعا مانگنی چاہئے۔

☆...... روزہ انتہائی مؤثر عبادت ہے۔ نماز نوافل وغیرہ آدھا راستہ ہے اور روزہ رکھنا دوسرا آدھا راستہ ہے۔

☆...... ہر قسم کے درویش کو اپنے پاس آنے دینا چاہئے۔

☆...... اہل حقوق کو حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی اور دیر نہیں ہونی چاہئے۔

☆...... جس دل میں دردِ دل نہیں اور آنکھ میں آنسو نہیں وہ محبت الٰہی کا لطف اور مزہ حاصل نہیں کرسکتا۔

☆...... خلافت اصل میں وہ ہے جو روحانی اشارہ پر دی جائے۔

الغرض اس طرح کی چھوٹی چھوٹی بہت سے نصیحت آموز باتیں آپ کی سوانح میں ہمیں دکھائی دیتی ہیں۔

تبرکات کی عطا

حضرت بابا فرید الدینؒ کو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی وفات کے قریب ہونے کا علم ہوا تو آپ نے مولانا بدر الدین اسحاقؒ کو بلایا اور اُنہیں فرمایا کہ جس وقت میرے پیرو مرشد کی وفات ہوئی اس قت میں بھی دہلی میں نہ تھا۔ بلکہ ہانسی میں تھا اور مجھے میرے مرشد کے تبرکات کسی دوسرے ہاتھوں ملے تھے اور ایسا ہی میرے ساتھ ہے کہ مولانا نظام الدین اولیاء اس وقت دہلی میں ہیں۔ اب میں یہ تبرکات جو میرے پیرو مرشد سے مجھے حاصل ہوئے تھے تمہارے سپرد کرتا ہوں میرے انتقال کے بعد یہ تبرکات حضرت خواجہ نظام الدینؒ کو دینا اور کہنا کہ یہ ہمیں ہمارے بزرگوں سے حاصل ہوئے تھے اِن کی حفاظت کرنا اب آپ کے ذمہ ہے۔ اور آئندہ جس کو اس کا اھل خیال کریں یہ تبرکات اس کے سپرد کردیں۔

وفات

حضرت شیخ صاحب کی عمر وفات کے وقت ۹۵ سال تھی۔ آپ کی وفات سن ۶۶۴ ہجری میں بتائی جاتی ہے۔ جب مرض نے شدت اختیار کی تو آپ نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی۔ پھر کچھ دیر بعد ہی بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو دریافت کیا میں نے نماز ادا کر لی ہے بتایا گیا ہاں۔ پھر فرمایا چلو ایک بار پھر پڑھ لیتے ہیں۔ اس کے بعد آپ پھر بیہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو پھر پوچھا کہ میں نے نماز ادا کر لی ہے تو بتایا گیا کہ دو مرتبہ نماز ادا کر چکے ہیں فرمایا پھر پڑھ لیتے ہیں نا معلوم کون سا وقت پیش آجائے۔ اس طرح آپ نے عشاء کی نماز تین مرتبہ ادا کی اور پھر بیہوش ہوئے تو وصال الٰہی نصیب

ہوا۔

آپ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ نے کئی شادیاں کیں اور اولاد بھی عطا ہوئی۔ بلکہ ایک شادی سلطان غیاث الدین بلبن کی بیٹی ھزیرہ سے ہوئی تھی جن سے آپ کے نو بچے پیدا ہوئے۔

آپ کی ساری زندگی مخلوقِ خدا کی خدمت اور توحید کے قیام میں گزری اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بلند کرے اور ہمیں بھی توحید کے قیام کی بہتر رنگ میں توفیق عطا کرے۔ آمین!

HAZRAT KHWAJA FARIDU DDIN MASUD GANJ SHAKAR

Written By
Burhan Ahmad Zafar Durani

Zafar & Sons
Qadian